معاشرتی استحکام میں آدابِ معاشرت کا کردار
(تعلیماتِ نبویﷺ کی روشنی میں)

Dr. Fakhar Zaman
Assistant Professor, Government Graduate College Samanabad Faisalabad
Prof. Dr. Muhammad Humayun Abbas Shams
Dean Faculty of Islamic and Oriental Learning, Incharge Rahmatulil Alameen Seerat Chair, GC University Faisalabad

Abstract:

One of the most important Islamic duties that entails the well-being, safety, and survival of society in this world and the hereafter is advocating the right and forbidding the evil. The sustainability of a society depends on these two types of commandments. All the religious exhortations and intimidations are described under these commandments. The good and advocated deeds include embracing the each other, optimistic thinking for others, prevention of obscenity, security of the chastity, ascertain the accuracy of information and paying the due regards to others etc. On the other hand, forbidden or evil deeds include backbiting, ridiculing the others, reviling one another with nicknames, finding fault with one another and mimicking someone etc. In this article a discussion has been made to elaborate the Prophetic Style to groom the people of society for obeying these commandments, in order to establish a balanced and sustainable society. Because, evolution of the civilisation, social sustainability and lasting peace of society merely depend on obeying such commandments.

Key words:
Prophetic Teachings, Good deed, evil doing, Balance in Society, Civilization

کسی بھی معاشرہ میں معاشرتی زندگی گزارنے کے کچھ آداب ہوتے ہیں جن کے مطابق افراد معاشرہ اپنی زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ یہ آداب و احکام معاشرتی استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔ اسلام نے بھی اپنے ماننے والوں کو کچھ معاشرتی آداب و احکام عطا کیے ہیں۔ یہ آداب دو طرح کے ہیں۔ کچھ کے کرنے کا حکم دیا ہے اور کچھ سے منع کیا ہے۔اس طرح ہم ان کو دو حصوں اوامر اور نواہی میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(الف)اوامر:

وہ معاشرتی آداب جن کو بجالانے کا حکم دیا گیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱) سلام کرنا:

شریعت اسلامیہ نے سلام کو بڑی اہمیت دی ہے۔ قرآن نے اس کو پیغمبرانہ عمل بتایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مہمانوں کو سلام کیا۔ السلام علیکم! اگرچہ نہایت مختصر جملہ ہے لیکن جلب محبت کے لیے عمل تسخیر کا حکم

رکھتا ہے۔ اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی سخت تاکید فرمائی ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا''[1]

ترجمہ: ''اور جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظ دُعا سے تو سلام دو تم ایسے لفظ سے جو بہتر ہو اس سے یا (کم از کم) وہی لفظ دوہرا دو۔''

نبی کریمﷺجب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے اپنے صحابہ کو یہ تعلیم دی۔

'' أَيُّهَا النَّاسُ أَفْشُوا السَّلَامَ، وَأَطْعِمُوا الطَّعَامَ، وَصَلُّوا وَالنَّاسُ نِيَامٌ، تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ''[2]

ترجمہ: ''اے لوگو! السلام پھیلاؤ اور کھانا کھلایا کرو، نماز پڑھا کرو جب لوگ سوتے ہیں، جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

نبی کریمﷺنے سلام کرنےکا جو طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریمﷺکی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ''السلام علیکم'' نبی کریمﷺنے فرمایا: اس کے لیے دس نیکیاں ہیں، پھر ایک دوسرا شخص حاضر ہوا، اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا، نبی کریمﷺنے فرمایا: اس کے لیے بیس نیکیاں، پھر ایک تیسرا شخص حاضر ہوا اور اس نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کہا،
آپﷺنے فرمایا: اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں۔[3]

ایک مرتبہ نبی اکرمﷺسے پوچھا گیا کہ اسلام کا سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ آپﷺنے فرمایا: کھانا کھلانا اور ہر واقف اور ناواقف کو سلام کرنا۔[4] اسی طرح آپﷺنے حقوق العباد سے متعلق جن سات باتوں کا حکم دیا ہے ان میں ایک یہ ہے کہ سلام کو رواج دو۔[5]

آپﷺنے سلام کو باہم محبت اور میل جول بڑھانے اور نشان امن کا ذریعہ قرار دیا۔[6] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس لیے بازار جایا کرتے تھے کہ راہ چلنے والوں اور ملاقاتیوں کو سلام کریں۔[7]

سلام کے آداب میں ہے کہ کلام سے پہلے سلام کیا جائے۔[8] چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا
بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔[9]

لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ مذکور ترتیب والے اشخاص سلام میں پہل نہ کریں تو دوسرے ان کو سلام ہی نہ کریں بلکہ ہر شخص کو سلام میں پہل کرنی چاہیے، نبی اکرم نور مجسمﷺنے فرمایا: لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کے قریب وہ شخص ہے جو سلام میں پہل کرے۔[10] بچوں کو تو ازراہ تربیت پہلے سلام کرنے کی تاکید کرنی چاہیے۔ نبی کریمﷺکا جب بھی بچوں کے پاس سے گزر ہوتا تو آپ ان کو سلام کرتے تھے۔[11]

(۲) مصافحہ اور معانقہ کرنا:

ملاقات کے وقت اظہار محبت اور اظہار مسرت کا دوسرا ذریعہ مصافحہ ہے اس سے سلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ آپﷺنے فرمایا: تمہارے سلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے مصافحہ کرو۔[12] عہد نبوی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مصافحہ کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ لوگوں سے مصافحہ کرنے کے لیے اپنے ہاتھ پر خوشبودار تیل لگایا کرتے تھے۔[13]

اسی طرح اگر شرعی نقطہ نظر سے کسی قسم کی کوئی قباحت یا ممانعت نہ ہو تو بوقت ملاقات معانقہ کرنے اور بوسہ دینے کی اجازت بھی ہے۔ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ آپﷺکی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو گلے لگا لیا اور ان کا بوسہ لیا۔[14] اسی طرح آپﷺنے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جب حبشہ سے واپس آئے گلے لگایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔[15]

کسی محبوب و محترم شخصیت کی آمد پر کھڑے ہونے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جب رسول اللہﷺکی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے، ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھا دیتے، اسی طرح جب رسول اللہﷺسیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتیں، آپﷺکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتیں اور آپﷺکے ہاتھوں پر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔[16]

نیز ملاقات کے موقعوں پر مرحبا یعنی خوش آمدید کہنے کی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً فتح مکہ کے موقع پر حضرت امّ ہانی رضی اللہ عنہا آپﷺکی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا: ''امّ ہانی کا آنا مرحبا ہو۔''[17] اسی طرح حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ جب آپﷺکی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپﷺنے فرمایا: ''مہاجر سوار کا آنا مرحبا۔''[18]

نیز جب حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ آپﷺسے ملنے کے لیے تشریف لائے تو آپ نے ان کی آواز سن کر فرمایا: ''اس پاک باز اور پاکیزہ فطرت کے لیے مرحبا۔''[19]

المختصر سلام نشان امن ہے۔ محبت اور میل جول بڑھانے کاذریعہ ہے۔ اسلام پھیلا کر آج بھی معاشرے کو بالکل اسی طرح امن و سلامتی کا گہوارہ بنا سکتے ہیں جس طرح عہد رسالت و صحابہ میں صحابہ کرام نے بنایاتھا۔

(۳) تحائف و ہدایا کا تبادلہ:

معاشرے میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کو تحائف و ہدایا پیش کرنا سنت نبوی ہے۔ اس سے افراد معاشرہ کے درمیان باہم محبت بڑھتی ہے۔ نبی کریمﷺکا فرمان ہے ''تَهَادُوْ تَحَابُوْا''[20] ''آپس میں تحفے تحائف دیا کرو اس سے باہمی محبت پیدا ہو گی۔'' عہدِ رسالت میں نبی کریمﷺصحابہ کو اور صحابہ کرام اپنے محبوب نبی کو ہدایا و تحائف پیش کرتے رہتے تھے۔

آپﷺنے حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی جس کا نام اَمہ اور کنیت ام خالد تھی کو بطور تحفہ زرد رنگ کی قمیص عطا فرمائی [21] اسی طرح

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کو بطور تحفہ عصا عطا فرمایا تھا۔[22] خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ورد نامی ایک گھوڑا عنایت کیا تھا۔[23]

صحابہ کرام بھی اپنے محبوب نبی کریمﷺکی خدمت اقدس میں وقتاً فوقتاً ہدایا و تحائف پیش کرتے رہتے تھے۔ خصوصاً جس دن نبی کریمﷺحضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھرمیں قیام فرماتے صحابہ کھانے میں کچھ نہ کچھ ضرور بھیجا کرتے تھے۔[24] اس سلسلے میں چندمظاہر ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سعد بن عبادہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ نے آپﷺکو ذات الفضول نامی زرہ بطور ہدیہ دی تھی۔[25]

اسی طرح حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آنحضورﷺکو ورد نامی گھوڑا ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا۔ آپﷺنے وہ گھوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بخش دیا تھا۔[26]

ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے آپﷺکی خدمت میں ایک چادر بطور ہدیہ پیش کی تھی جسے آپ نے قبول فرما لیا لیکن اسی وقت ایک شخص نے وہ چادر مانگ لی تو آپ نے وہ چادر اسے عنایت فرما دی۔[27]

نبی کریمﷺاور آپ کے صحابہ جب کھانا تیار کرواتے تو اعزہ و اقارب، دوست احباب اور پڑوسیوں کے ہاں ضرور بھیجا کرتے تھے۔ ترمذی میں ہے کہ عبداللہ بن عمرورضی اللہ عنہ اپنے ایک یہودی پڑوسی کو گوشت کا ہدیہ برابر بھیجاکرتے تھے۔[28]

حضرت نسیبہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اس قدر مفلس تھیں کہ ان پر صدقہ کا مال حلال تھا لیکن اس کے باوجود وہ ازواج مطہرات کی خدمت میں ہدیہ بھیجتی تھیں۔ ایک بار ان کے پاس صدقہ کی ایک بکری آئی تو انہوں نے اس کا گوشت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بطور ہدیہ بھیجا۔[29]

صحابی رسول حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میرے بیٹو! آپس میں ایک دوسرے پر خرچ کیا کرو کیونکہ اس سے تمہارے درمیان محبت بڑھے گی۔[30]

نبی اکرم نور مجسمﷺکو دوسرے ممالک کے بادشاہ و سلاطین بھی تحفے و تحائف بھیجا کرتے تھے۔ مقوقس مصر نے آپﷺکی خدمت میں جو تحائف بھیجے ان میں دو کنیزیں (سیدہ ماریہ قبطیہ اور ان کی بہن سیرین رضی اللہ عنہما)، یعفور نامی ایک گدھا، دلدل نامی ایک خچر،[31]بیس عمدہ جوڑے، ہزار مثقال، شہد، آئینہ، کنگھی اور لکڑی سے تیار شدہ شامی سُرمہ دانی وغیرہ تھے۔[32]

حدود شام کے ایک رئیس بلقاء کے گورنر فروہ بن عمرو جذامی نے ایک سفید خچر جس کا نام فضہ تھا، ظرب نامی ایک گھوڑا، یعفور نامی گدھا (یہ یعفور اس یعفور کے علاوہ تھا جسے مقوقس مصر نے بھیجا تھا۔)، نفیس عمدہ باریک کپڑے کی قبا جس پر سونے کے منکے لگے ہوئے تھے اور کپڑے بطور ہدیہ بھیجے تھے۔[33]

ایک روایت کے مطابق شاہ حبشہ نجاشی نے ایک خچر بطور ہدیہ ارسال کیا تھا جس پر آپﷺسواری فرماتے تھے۔[34] اور دو موزے بھیجے تھے جن کو آپﷺپہنتے تھے۔[35]

نبی کریمﷺکی خدمت اقدس میں جو ہدیہ پیش کیا جاتا تو آپﷺہمیشہ اس سے بڑھ کر، عمدہ تر اور زیادہ بہتر ہدیہ عطا فرماتے تھے۔ یمن کے مشہور بادشاہ ذی یزن نے آپﷺکی خدمت میں ایک قیمتی حُلہ بھیجا، آپ نے اُسے قبول کیا اور پھر اس کو ایک حُلہ بطور تحفہ بھیجا جو بیس سے زائد اونٹ دے کر خریدا گیا تھا۔[36] اسی طرح آپﷺنے بادشاہ حبشہ نجاشی کو تحفہ میں ایک حُلہ اور کچھ اوقیہ مشک بھیجی تھی۔[37]

المختصر نبی کریمﷺاور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیا کرتے تھے، ہمسایوں اور دوست احباب کے گھروں میں ہدایا بھیجا کرتے تھے۔ اصحاب صفہ اکثر آپﷺکے تحفوں سے مشرف ہوا کرتے تھے۔ تحائف و ہدایا کے تبادلہ سے نہ صرف باہمی محبت بڑھتی ہے بلکہ یہ عمل معاشرتی استحکام کا ذریعہ بنتا ہے۔

(۴) عیادت و تیمارداری:

زندگی میں صحت اور بیماری کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ بیماری انسان کو جہاں اللہ رب العزت کی بے پناہ قدرت کاملہ یاد دلاتی ہے وہاں صحت جیسی عظیم نعمت الٰہی پر شکر کے جذبات اور امتنان کے احساسات بھی پیدا کرتی ہے۔ بیماری گناہوں کا کفارہ اور بلندی درجات کا ذریعہ ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺنے فرمایا: مومن کو کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے یا پھر اس سے بھی کم کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کر دیتا ہے۔[38]

ایک دوسری حدیث مبارکہ میں ہے کہ مومن کو جو بھی تھکن، غم اور بیماری، حتی کہ فکر لاحق ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔[39] جس طرح بھٹی لوہے کو میل کچیل سے صاف کر دیتی ہے۔[40]

قرآن کریم نے بیماری کو بعض فرائض واجبات کی معافی کے لیے ایک عذر کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے۔[41] نبی کریمﷺنے عیادت کوبڑے اجر و ثواب کا باعث قرار دیا ہے اور ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی عیادت کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔[42] اور بیمار کی عیادت کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔[43] ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ کوئی شخص کسی بیمار کی عیادت کو جائے تو اللہ تعالیٰ کو وہاں مریض کے پاس پائے گا۔[44] اس طرح جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو وہ مسلسل جنت میں پھل چنتا رہتا ہے۔[45]

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے تو سترہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔[46] عہد رسالت میں نبی کریمﷺاور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ آپﷺنے مریض کی عیادت کے آداب بھی بتلائے ہیں کہ عیادت کرنے والا مریض سے یوں کہے ''لَا باس طَھُور ان شاءَ اللہ۔'' [47]''بیماری سے گھبراؤ نہیں ان شاء اللہ یہ تمہارے لیے خطاؤں کا کفارہ اور پاکی کا ذریعہ ہو گی۔''

نبی کریمﷺنے مکی دور میں اپنے چچا ابوطالب کی مرض الوفات میں عیادت کی تھی۔[48] حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو نبی کریمﷺاور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے گھر ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔[49] اسی طرح آپﷺنے انصار کے سردار حضرت سعد بن عبادہ خزرجی کی عیادت فرمائی۔[50] اسی طرح جب مشہور صحابی رسول حضرت سعد بن

ابی وقاص زہری رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے زمانے میں مکہ میں بیمار ہوئے تو نبی کریمﷺنے ان کی عیادت کی اور ان کے حق میں دعا کی اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما۔[51]

مدینہ منورہ میں ایک یہودی لڑکا آپﷺکی خدمت کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو آپﷺاس کی عیادت کے لیے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپﷺنے دوران عیادت اس لڑکے سے کہا اسلام قبول کر لو۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے سرہانے کھڑا تھا، تو اس کے باپ نے کہا: ابوالقاسم کی بات مان لو، چنانچہ وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔[52]

ایک بار ایک صحابی رسول بیمار ہوئے تو حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور ان کی عیادت کی۔[53] مسلمان اگر فاسق بھی ہو تو اس کی عیادت کی جائے گی چونکہ یہ ایک انسانی ہمدردی کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح کافر کی بھی عیادت کرنی چاہیے۔ اس سے اسلام کے اخلاق حسنہ کا اظہار ہوتا ہے اور یہ اسلام کی طرف سے ایک خاموش دعوت ہے۔[54]

غرض مریض کی عیادت کرنا معاشرتی آداب میں سے ایک ادب اور سنت نبوی ہے۔ نیز اس سے افرادِ معاشرہ کے معاشرتی رویوں میں امن و استحکام کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

(۵) حسن ظن کی تلقین:

اسلامی معاشرہ میں ایک مسلمان مرد و عورت کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ دیگر افراد معاشرہ کے بارے میں حسن ظن رکھیں۔ اگر معاشرہ میں کسی مومن مرد یا مومن عورت کے بارے میں بے سروپا افواہیں پھیل رہی ہوں اور لوگ ان کا چرچا کر رہے ہوں تو اس وقت ایک مسلمان کو حسن ظن کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ''[55]

ترجمہ: ''جس وقت تم لوگوں نے اسے سُنا تھا اسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے یہ قرآنی اصول ملتا ہے کہ اس قسم کے معاملات میں مومن مرد اور مومن عورتیں اپنے آپ سے نیک گمان رکھیں۔

عہد رسالت مآبﷺمیں جب منافقوں نے واقعہ افک کی تشہیر کی، تو مشہور صحابی رسول حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی ام ایوب نے اپنے شوہر ابوایوب سے کہا: اے ابوایوب! کیا تم نے نہیں سُنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ جواب میں انہوں نے کہا: کیوں نہیں سُنا مگر یہ سب جھوٹ ہے۔ اے امّ ایوب! بتاؤ کیا تم ایسی حرکت کر سکتی ہو؟ امّ ایوب نے کہا: نہیں خدا کی قسم! میں کبھی ایسا نہیں کر سکتی۔ ابوایوب نے اس پر کہا تو پھر سن لو خدا کی قسم! عائشہ تم سے کہیں زیادہ بہتر عورت ہے۔[56]

حضرت ام طفیل رضی اللہ عنہا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا۔ حضرت ام سعد بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام طفیل نے حضرت ابی بن کعب سے کہا: کیا آپ نہیں سنتے کہ لوگ عائشہ کے بارے میں کیسی کیسی باتیں کر رہے ہیں؟ حضرت ابی نے پوچھا کون سی باتیں؟ ام طفیل رضی اللہ عنہا نے لوگ جو باتیں کر رہے تھے سب بتا دیں۔ اس پر حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سب جھوٹ ہے کیا تم بھی ایسا کہتی ہو؟ ام طفیل نے عرض کیا میں اللہ کی پناہ میں آتی ہوں۔ حضرت ابی نے فرمایا خدا کی قسم! وہ(عائشہ) تجھ سے بہتر ہے، ام طفیل رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں بھی گواہی دیتی ہوں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بہتر ہے۔[57]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے جب واقعہ افک سنا تو حسن ظن سے کام لیا۔ اگر معاشرہ میں کسی مومن مرد یا مومن عورت کے بارے میں بے سروپا افواہیں پھیل رہی ہوں اور لوگ ان کاچرچا کر رہے ہوں تو اس صورت حال میں ایک مسلمان کو ہمیشہ حسن ظن سے کام لینا چاہیے۔

(٦) خبر کی تحقیق کا حکم:

اسلام اپنے ماننے والوں کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ معاشرہ میں رہتے ہوئے کسی بھی اطلاع کے موصول ہونے پر اسے آگے بڑھانے سے قبل اس کی صحت کی جانچ پڑتال کر لی جائے، ایسا نہ ہو کہ جلدبازی میں بغیر تحقیق کے اسے آگے نشر کر دیا جائے اور بعد میں شرمندگی کا سامنا اُٹھانا پڑے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَھَالَۃٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ‘‘[58]

ترجمہ: ’’اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو نادانستہ طور پر نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمانی اُٹھاؤ۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ جھوٹی خبریں پھیلانے والے کو اللہ تعالیٰ نے فاسق کا خطاب دیا ہے۔ علاوہ ازیں بلاتحقیق کسی خبر کو مان لینے اور پھر اسے آگے بیان کر دینے کے جو ممکنہ نقصانات ہو سکتے ہیں اس آیت میں ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ اسلام جس معاشرہ کی تعمیر کرنا چاہتا ہے یہاں اس کی تربیت و کردار سازی کا ایک اہم اصول بیان کر دیا ہے کہ اہل ایمان کو چاہیے کہ جب ان کے پاس کوئی فاسق، غیر متقی، غیر عادل شخص خبر لائے تو سب سے پہلے اس خبر کی تحقیق و تصدیق کر لینی چاہیے کیونکہ تحقیق کے بغیر کسی اقدام کی وجہ سے بعد میں پشیمانی و ندامت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ معاشرے میں عملاً بھی اس قسم کےو اقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔

قرآن کریم میں ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فَبَشِّرْ عِبَادِ ۔ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ
الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ''[59]

ترجمہ: ''میرے ان بندوں کو خوش خبری سُنا دیجئے
جو بات کو غور سے سنتے ہیں پھر
جو بہترین بات ہو اس کا اتباع کرتے ہیں۔''

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرمﷺنے ارشاد فرمایا:

''كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا، أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ''[60]

ترجمہ: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ بات کافی
ہے کہ وہ جو بات سنے اسے (بلاتحقیق آگے) بیان کر
دے۔''

معاشرہ میں سنی سنائی، بے بنیاد باتوں پر کوئی رائے قائم کر لینا یا پھر ان باتوں پر کوئی اقدام اٹھانا قرآن و سنت کے نصوص کے خلاف ہے۔ معاشرہ میں اس کے ظاہری نقصانات کے علاوہ نفسیاتی نقصانات بھی رونما ہوتے ہیں جس سے افرادِ معاشرہ نہ صرف متاثر ہوتے ہیں بلکہ ان کا مزاج بھی مستقل اسی سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ جو معاشرتی استحکام کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔

(۷)نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم:

قرآن و سنت نے اسلامی معاشرے کے افراد کو معاشرے میں رہنے کے جو آداب بتائے ہیں ان میں ایک ادب یہ بھی ہے کہ مرد و عورت اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ
وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى
لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۔
وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ
وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ''[61]

ترجمہ: ''اے نبیﷺ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی
نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت
کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے جو کچھ وہ
کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے اور (اے نبیﷺ) مومن
عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں
اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

دوسروں کے گھروں میں تاک جھانک سے بچنے کے لیے استیذان کا حکم دیا گیا ہے۔ مگر روزمرہ کی زندگی میں عام راستوں پر یا بازار میں چلتے پھرتے وقت مرد و عورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اسلام کا مقصود ایک ایسا پاکیزہ معاشرہ قائم کرنا ہے جس میں ہر لمحہ شہوتیں برانگیختہ نہ ہوں، مذکورہ آیات میں مردوں کو نگاہیں بچا کر رکھنےکا حکم دے کر، اس نے فتنہ، بے راہ روی اور بے لگام خواہشات کا پہلا دروازہ بند کر دیا ہے۔ شرم گاہ کی حفاظت نگاہیں بچا

کر رکھنے کا طبعی نتیجہ ہے۔ اس طرح فرد اور معاشرہ دونوں کی پاکیزگی قائم رہے گی اور حرمتیں اور آبروئیں محفوظ رہیں گی۔

(۸)حسبِ مراتب برتاؤ:

کسی بھی معاشرہ میں رہنے والے لوگوں کی طبائع ایک جیسی نہیں ہوتیں، کوئی سخت طبیعت ہوتا ہے تو کوئی حساس، کوئی عمدہ صفات کامالک ہوتا ہے تو کوئی انتہائی رذیل، کوئی معمولی سی بات پر اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے تو کوئی بڑے بڑے جرائم کا مرتکب ہونے کے بعد بھی بے خوف، کوئی انتہائی سخی ہوتا ہے تو کوئی کنجوس طبیعت، یعنی بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

عام انسانوں کے علاوہ بعض انبیاء علیہم السلام کو بھی بعض پر فضیلت حاصل تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰي بَعْضٍ''[62]

ترجمہ: ''اور ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔''

نبی اکرم نور مجسمﷺکا ارشاد ہے: ''اَنْزِلُوْ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ''[63]

ترجمہ: ''لوگوں سے ان کے مراتب کے مطابق برتاؤ کرو۔''

نبی کریمﷺاور آپ کے صحابہ کرام ہر شخص سے اس کی حیثیت کے موافق برتاؤ کرتے تھے۔ جو جس حیثیت یا مرتبے کا حامل ہوتا اس کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ ایک بار حضرت سعد بن معاذ اوسی رضی اللہ عنہ جو اپنے قبیلہ کےسردار تھے کی آمد پر آپﷺنے صحابہ سے فرمایا: ''اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔''[64]

ایک مرتبہ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک فقیر نے سوال کیا تو انہوں نے اسے ایک روٹی کا ٹکڑا دے دیا، پھر ایک خوش لباس، باوقار آدمی آیا تو انہوں نے اُسے بٹھا کر کھانا کھلایا، کسی نے اس تفریق کی وجہ پوچھی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہمیں حضورﷺنے اس بات کا حکم دیا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کے مطابق معاملہ کریں۔[65]

حضرت اصبغ بن نباتہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اے امیر المؤمنین! مجھے آپ سے ایک کام ہے جسے میں آپ کے سامنے پیش کرنے سے پہلے اللہ کے سامنے پیش کر چکا ہوں، اگر آپ میرا وہ کام کر دیں گے تو میں اللہ کی بھی تعریف کروں گا اور آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔ اگر آپ نے وہ کام نہ کیا تو بھی میں اللہ کی تعریف کروں گا اور آپ کو معذور سمجھوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنا کام زمین پر لکھ کر مجھے بتا دو کیونکہ میں زبان سے مانگنے کی ذلت تمہارے چہرے پر دیکھنا پسند نہیں کرتا، چنانچہ اس نے زمین پر لکھا کہ میں ضرورت مند ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ایک جوڑا عطا فرمایا۔ اس نے وہ جوڑا پہن لیا اور آپ کی تعریف میں اشعار پڑھنے لگا، اس کے اشعار سُن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس دینار لاؤ، چنانچہ آپ کے پاس سو اشرفیاں

لائی گئیں۔ آپ نے وہ اشرفیاں اس آدمی کو دے دیں۔ حضرت اصبغ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ اسے ایک جوڑا اور سو دینار دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں، میں نے حضورﷺکو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب کے مطابق معاملہ کرو اور اس آدمی کا میرے نزدیک یہی مرتبہ ہے۔[66]

ایک بار ام المؤمنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو اون صاف کروانے کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے ایک مکتب کے مدرس کے پاس آدمی بھیجا کہ غلاموں کو بھیج دو لیکن کسی آزاد لڑکے کو نہ بھیجنا۔[67] آزاد کو نہ بھیجنے سے مراد آزاد کا اعزاز مقصود تھا۔ غرض افراد معاشرہ سے حسب مراتب برتاؤ بھی معاشرتی استحکام اور امن و امان میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

(ب)نواہی:

وہ معاشرتی آداب واحکام جن کے بارے میں ممانعت کا حکم آیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

(۱)تجسس کی ممانعت:

اسلام معاشرے کے ظاہر اور باطن دونوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس لیے اسلام نے بدگمانی کے ساتھ ساتھ تجسس کی بھی ممانعت فرما دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وَّ لَا تَجَسَّسُوْا ''[68] ترجمہ: ''اور نہ تجسس کیا کرو۔''

اس آیت مبارکہ میں واضح فرمایا گیا ہے کہ تم ایک دوسرے کے راز جاننے کی کوشش نہ کرو۔ دوسروں کے عیوب جاننا اور ان کے نجی معاملات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اچھی بات نہیں ہے۔ انسان کے نجی معاملات پر جب پردہ پڑا ہوا ہے تو اس پردہ کو چاک کرنے کی سعی کرنا جرم ہے کیونکہ اس تجسس سے لوگوں کا راز فاش اور وقار مجروح ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات خود ستارالعیوب ہے وہ اپنے بندوں کو بھی یہی حکم دیتا ہے کہ لوگوں کی پردہ پوشی کرو، راز فاش نہ کرو اور لوگوں کی نجی زندگی میں مداخلت نہ کرو۔

نبی کریمﷺکا فرمان ہے کہ جو اس دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔[69] ابوہیثم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میرے پڑوسی شراب پیتے ہیں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ پولیس کو بلا کر اُن کو گرفتار کروا دوں، حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ انہیں نصیحت اور تنبیہ کرو، میں نے عرض کیا میں نے انہیں منع کیا ہے لیکن وہ باز نہیں آتے، اس لیے میں انہیں پولیس کے حوالے کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہﷺکو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے کسی کی عیب پوشی کی اس نے گویا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو زندگی بخشی۔[70]

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نورمجسمﷺنے ارشاد فرمایا: اے لوگو! جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو، لیکن ابھی ایمان تمہارے دلوں کے اندر جاگزیں نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو، نہ ان کے عیب تلاش کیا کرو اور جو شخص ان کے عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے

عیب تلاش کرے گا اور جس شخص کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے تو وہ اُسے اس کے گھر کے اندر رسوا کر دیتا ہے۔[71]

البتہ اگر کوئی راز کسی شخص، خاندان، قوم کے نجی معاملے سے مخصوص نہ ہو بلکہ اس کا تعلق پورے معاشرے یا

اسلامی ریاست کے لیے خطرے سے مربوط ہو تو اس صورت میں دشمنوں کے عزائم کا تجسس لازمی ہے۔

(۲)بُرے القاب سے پکارنے کی ممانعت:

قرآن و سنت کی روشنی میں کسی شخص کو بُرے القاب سے پکارنے کی سخت ممانعت ہے کیونکہ اس سے معاشرہ میں لڑائی جھگڑے اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھلتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ''[72]

ترجمہ: ''اور نہ کسی کو بُرے القاب سے بلاؤ، کتنا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔''

اس آیت مبارکہ میں ایک مسلمان کو بُرے القاب سے بلانے سے منع فرمایا گیا ہے یہاں تک کہ کسی اندھے کو اندھا کہنا یا کانے کو کاناکہنا یا لنگڑے کو لنگڑا کہنا بھی جائز نہیں ہے۔ ہمیشہ ایسے اسماء یا القاب سے ایک دوسرے کو بلانا چاہیے جس سے سننے والا خوش ہو، مثلاً جیسے عہد رسالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عتیق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ابوتراب اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سیف اللہ کے القاب سے پکارتے تھے،ایسے ہی عصر حاضر میں کسی کو اچھے لقب سے پکاریں جس سے وہ خوش ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ پکارنا چاہیے اور ایسے القاب سے اجتناب کرنا چاہیے جس سے سننے والا ناخوش ہو۔ افرادِ معاشرہ کو بُرے القابات سے پکارنا معاشرتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ فتنہ و فساد کا دروازہ ہمیشہ کے لیے کھل جاتا ہے جو آخرکار معاشرتی شکست و ریخت پر منتج ہوتا ہے۔

(۳)ظن و تخمین سے اجتناب:

قرآن کریم میں لفظ ظن اور اس کے مشتقات مختلف مقامات پر تقریباً چھیانوے جگہوں پر استعمال ہوئے ہیں۔ عموماً یہ لفظ تین معنوں، گمان و تخمین، یقین اور تہمت و بدگمانی کے طور پر آیا ہے۔[73] بدگمانی ایک قسم کا جھوٹا وہم ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدگمانی کرنے والے شخص کو دوسروں کے کام میں بدنیتی معلوم ہوتی ہے اور کسی کے کام میں اُسے حسن نیت نظر نہیں آتا جس کی وجہ سے معاشرے میں افراد معاشرہ کے درمیان دشمنی اور نفرت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس سے باز رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ''[74]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! بہت بدگمانی سے بچا کرو، بے شک بعض بدگمانی گناہ ہے۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْــُٔـوْلًا''[75]

ترجمہ: ''کسی ایک چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو، بے شک کان، آنکھ اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرمﷺنے فرمایا: ''تم بدگمانی سے بچو۔ یقیناً بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔''[76]

اگر کوئی شخص ایسا کام کر رہا ہو یا پھر کسی ایسی حالت میں ہو جس سے دوسرے شخص کو بدگمانی کا گمان گزرے تو وہ اس بدگمانی کو دور کر دے۔ اس کی مثال عہد رسالت میں خود آنحضورﷺنے پیش فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ آپﷺمسجد میں اعتکاف بیٹھے تھےکہ رات کو ازواج مطہرات میں سے ایک زوجہ آپ کو ملنے آئیں۔ آپ ان کو واپس پہنچانے کے لیے مسجد سے نکلے کہ اتفاقاً راستہ میں ایک انصاری بھی آگئے۔ وہ آپ کو کسی عورت کے ساتھ دیکھ کر اپنے آنے کو بے موقع سمجھے اور واپس جانے لگے تو آپ نے فوراً آواز دی اور فرمایا یہ میری فلاں بیوی ہے، انہوں نے عرض کی یارسول اللہﷺ! اگر مجھے کسی کے ساتھ بدگمانی بھی کرنی ہوتی تو آپﷺکے ساتھ کبھی نہ کرتا۔[77]

(۴)تحقیر اور استہزاء کی ممانعت:

تحقیر، تمسخر اور طعن و تشنیع کرنا معاشرہ میں فتنہ و فساد برپا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں کو ان تمام کاموں سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ''[78]

ترجمہ: ''اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اُڑائے ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں، عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں تم ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ۔''

مذکورہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا: ''وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ'' یعنی تم اپنی عیب جوئی نہ کیا کرو۔ مقصد یہ ہے کہ جس کی بُرائیاں کرتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر تو نہیں، تمہارا بھائی ہے۔ اس کی بدنامی تمہاری بدنامی ہے، اس کی فضیحت ہوئی تو شرمندہ تم ہو گے۔ اس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ تمہارے عیوب و نقائص کو طشت ازبام کرے گا۔ تم اس کی عیب

جوئی نہ کرتے تو وہ تمہاری نہ کرتا۔ اب تمہیں جو خجالت ہو رہی ہے یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کاثمر ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پرہاتھ مت ڈالو۔ یعنی اگر تم کسی دوسرے کا مذاق اڑاؤ گے اور اس کو حقیر جان کر اس کی عیب جوئی کرو گے تو اس کا لازماً نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ تمہارا مذاق اُڑائے گا اور تمہاری عیب جوئی کرے گا اس لیے نہ تم کسی کے عیب تلاش کرو، نہ کوئی

تمہارے عیب تلاش کرے۔[79]

قرآن کریم یہاں ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کی بات کر رہا ہے جس میں ہر قوم، نسل اور فرد کو احترام حاصل ہے لہٰذا ایک دوسرے کی عیب جوئی، دل آزاری، بدگمانی اور الزام تراشی سے ایک تو انسان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہےجو اللہ تعالیٰ کےہاں جرم ہے، دوسری بات یہ کہ اس سے دلوں میں نفرتیں،کدورتیں اور کینے پیدا ہوتے ہیں جن سے پھر مزید فتنے رونما ہوتے ہیں اور پورا معاشرہ زہر آلود ہو جاتا ہے۔ کسی کا مذاق اڑانا نہایت غیر مہذب، غیر اخلاقی کام ہے۔ مذاق اڑانے والا انسانی قدروں کا مالک نہیں ہوتا وہ تکبر اور خود بینی کا شکار ہوتا ہے اس بنا پر وہ دوسروں کی تحقیر و تذلیل کرتا ہے اور اس پر وہ خود لذت محسوس کرتا ہے۔

نبی اکرمﷺکا ارشاد ہے:

> ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے بے یارومددگار چھوڑتا ہے اور نہ ہی اُسے حقیر سمجھتا ہے۔ پھر آپﷺنے اپنےسینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقویٰ یہاں ہے کسی آدمی کےلیے اتنا شر ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔''[80]

اسی طرح ایک دوسری جگہ آپﷺکا فرمان ہے:

> ''عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: إِنَّ مِنْ أَرْبَى الرِّبَا الِاسْتِطَالَةَ فِي عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَيْرِ حَقٍّ''[81]
>
> ترجمہ: ''بے شک کسی مسلمان کی عزت کے متعلق ناحق زبان درازی کرنا سب سے بڑا سود ہے۔''

عہدِ رسالت میں ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرمﷺسے اچانک یہ کہہ دیا: ''صفیہ سے تو آپ کو ایسا اور ایسا کافی ہے۔'' ان کا اشارہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے چھوٹے قد کی طرف تھا یہ سُن کر آپﷺنے فرمایا: عائشہ! تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی میں ملا دیا جائے تو اس کی کڑواہٹ اس پر غالب آجائے گی۔[82]

(۵)غیبت سے اجتناب:

شریعت اسلامیہ کا ایک بڑا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کی عزت و آبرو محفوظ رہے اور اسلامی معاشرے میں ان کے باہمی تعلقات خوش گوار رہیں۔ اس بنا پر جن بداخلاقیوں سے مسلمانوں کی عزت و آبرو کو نقصان پہنچتا ہو اور ان کے آپس کے تعلقات میں ناگواری پیدا ہوتی ہو شریعت نے ان کی ممانعت فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ''[83]

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو، کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اُسے تو مکروہ سمجھتے ہو اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے اور مسلمان کو اس مکروہ اور مذموم صفت سے نفرت دلائی گئی ہے۔ اس کے لیے ایک ایسی تمثیلی تعبیر اختیار کی گئی ہے جس سےپاکیزہ نفوس پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے اور وہ اس مذموم صفت سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ وہ تعبیر یہ ہے ''اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا'' ''کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔'' اس میں دو باتیں مشترک ہیں، ایک تو مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا، اس فوت شدہ بھائی کی اہانت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مردہ اپنے دفاع میں صفائی پیش نہیں کر سکتا، اسی طرح وہ غائب شخص جس کی غیبت ہو رہی ہے وہ بھی اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتا۔

نبی اکرمﷺنے ایک موقع پر لوگوں سے پوچھا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولﷺزیادہ جانتے ہیں۔'' آپﷺنے ارشاد فرمایا: ''غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں وہ بات کرو جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''اگر فی الواقع اس میں وہ بات موجود ہو؟'' آپﷺنے فرمایا: اگر اس میں وہ بات موجود ہو تو یہ غیبت ہے اور اس میں وہ بات موجود نہ ہو تو پھر یہ بہتان ہو گا۔''[84]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺنے ارشاد فرمایا: معراج کی رات میرا گزر کچھ ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا، جن کے ناخن تانبے کے تھے ان سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھاتے
تھے اور ان کی عزت و آبرو پر حملے کرتے تھے۔

بعض علماء نے تو غیبت کی باتیں سننے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''جان لو کہ جس طرح غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح غیبت سننا اور غیبت کرنے والے کی ہاں میں ہاں ملانا بھی حرام ہے۔''[85]

اسی طرح غیبت صرف زبان تک محدود نہیں ہے بلکہ ہاتھ پاؤں اور آنکھ کے ذریعہ سے بھی غیبت کی جا سکتی ہے۔ کسی شخص کی نقل کرنا مثلاً ایک لنگڑا ہے تو اس کے اس عیب کو نمایاں کرنے کے لیے لنگڑا کر چلنا بھی غیبت ہے۔

اسی طرح چشم ابرو کے اشارہ سے کسی کے عیب کی پردہ دری کرنا بھی غیبت ہے اور قرآن کریم نے متعدد آیتوں میں غیبت کے ان مخفی طریقوں کی بُرائی بیان کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ''[86]

ترجمہ: ''(لوگوں پر)آوازیں کسا کرتا ہے۔ (اُدھر کی ادھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے۔''

آنحضور نبی اکرم ﷺنے اپنے صحابہ کو واضح طور پر حکم دے رکھا تھا کہ کوئی شخص دوسرے کی غیبت میرے تک نہ پہنچائے۔ آپﷺنے فرمایا: ''میرے اصحاب میں سے کوئی مجھ تک کسی دوسرے کی بات نہ پہنچائے کیوں کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تمہارے پاس آؤں تو میرا دل صاف ہو۔''[87]

المختصر غیبت انفرادی اور اجتماعی سطح پر کینہ و عداوت اور دشمنی و نفاق کی آگ بھڑکانے اور فحشاء و منکر کی اشاعت کا ایک عامل ہے۔ اس سے معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

(٦)بہتان تراشی کی ممانعت:

اسلام لوگوں کی ہمہ گیر تربیت کرتا ہے تاکہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے جس میں ہر فرد کی عزت و آبرو محفوظ ہو۔ جس میں راستہ بھٹکنے کے مواقع اور اشتعال انگیزی اور فتنہ پروری کے محرکات کم سے کم ہوں۔ قرآن و سنت سے مسلمانوں کو ایسے معاشرتی آداب سکھائے ہیں کہ جن پر عمل کرنے سے نہ صرف ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے بلکہ وہاں کے رہنے والوں کی جان، مال اور عزت و آبرو محفوظ ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم نے بغیر کسی قطعی دلیل کے پاک دامن مرد یا پاک دامن عورت پر بہتان کا الزام لگانے سے سختی سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ''[88]

ترجمہ: ''اور جولوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسّی کوڑے مارو اوران کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔''

اس آیت میں قذف یعنی کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کی سزا اسّی کوڑے بیان کی گئی ہے جب کہ زنا کے لیےسو (١٠٠)کوڑے ہیں گویا قذف اور زنا میں بیس

کوڑوں کا فرق ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زنا سے معاشرے کی حرمت جس درجہ پامال ہوتی ہے تقریباً اسی درجے میں قذف سے بھی معاشرے کی حرمت پامال ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ جس طرح زانی مرد یا عورت کا نکاح پاک دامن مرد یا پاک دامن عورت سے نہیں ہو سکتا بالکل اسی طرح قاذف یعنی الزام لگانے والے کی گواہی ہمیشہ کے لیے ناقابل قبول ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں قاذف کو فاسق قرار دیا جائے گا۔ یہ قذف کی معنوی سزا ہے۔ یہ سزا معاشرے کی پاکیزگی، طہارت اور تابندہ نقوش کو قائم رکھتی ہے اور مومن کی حرمت کو ہر قسم کی جارحیت سے محفوظ رکھتی ہے۔ اس سے اس بات کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مومن کتنا محترم ہے۔

(۷)لغو باتوں سے اعراض:

اسلامی معاشرہ کے معاشرتی آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ لغو اور بے ہودہ باتوں سے بچا جائے۔ قرآن کریم
میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ''[89]

ترجمہ: ''اور جب انہوں نے بے ہودہ بات سنی تو یہ کہہ کرکنارہ کش ہو گئے کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، تم کو سلام ہے، ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔''

ایک دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ''[90]

ترجمہ: ''یقیناً فلاح پائی ایمان والوں نے جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور وہ جو ہر بے ہودہ امر سے منہ پھیرے ہوتے ہیں۔''

سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ''[91]

ترجمہ: ''بے شک جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

آنحضورنبی کریمﷺکا یہ ارشاد بھی آدابِ معاشرے کا ایک زریں اصول ہے:

''مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ''[92]

ترجمہ: ''ایک آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو ترک کر دے۔''

اسلام میں گالی گلوچ کے صرف یہی معنی نہیں کہ کسی کو مغلظات سنائی جائیں بلکہ ہر وہ بات جس سے کسی کی توہین اور دل آزاری ہو گالی ہے۔ایک موقع پر نبی اکرمﷺنے فرمایا:

''لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِيءِ''[93]

ترجمہ:''مومن وہ ہے جو طنز و تشنیع نہیں کرتا، لعنت نہیں بھیجتا، بدزبانی اور فحش کلامی نہیں کرتا۔''

ایک دوسری حدیث میں بدکلامی کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔[94]

(۸)بغیر اجازت دوسروں کے گھر میں داخل ہونے کی ممانعت:

عہدِ رسالت میں معاشرتی تعلقات کا ایک اہم پہلو ایک دوسرے کے گھروں کی زیارت رہا ہے۔ اعزہ و اقرباء اور دوست احباب کے گھروں میں جانا معاشرتی تعلقات کے استحکام کا ذریعہ ہے لیکن یہ ملاقاتیں بے سبب اور بغیر اجازت کے نہیں ہونی چاہئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ''[95]

ترجمہ: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیجو، یہ طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ توقع ہے کہ تم اس کا خیال رکھو گے۔''

اجازت لینے کا اولین طریقہ تو یہ ہے کہ پہلے سے وقت طے کیا جائے لیکن اگر پہلے سے طے شدہ وقت نہیں ہے اور اچانک جانا پڑ گیا ہے یا وقت طے ہے پھر بھی گھر پر پہنچ کر سلام کیا جائے اور کہا جائے کہ کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔[96]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کلدہ بن حنبل کی روایت نقل کی ہے جس سے اذن سلام کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے صفوان بن اُمیہ نے دودھ، پیوسی اور ککڑی کے ٹکڑے دے کر نبی کریمﷺکی خدمت میں بھیجا۔ میں آپ کی خدمت میں بغیر اجازت اور بغیر سلام کیے حاضر ہو گیا۔ آپﷺنے فرمایا: واپس جاؤ اور کہو: السلام علیکم! کیا میں اندر آسکتا ہوں۔[97]

اسی طرح منصور بن ربعی بیان کرتے ہیں کہ انہیں قبیلہ بنوعامر کے ایک شخص نے خبر دی کہ اس نے نبی کریمﷺکے گھر میں داخل ہونے کی اجازت یوں مانگی۔ کیا میں گھر میں گھس آؤں؟ نبی کریمﷺنے اپنے خادم سے کہا کہ جاؤ جا کر اس شخص کو گھر میں داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کرنے کا صحیح طریقہ

سکھاؤ اور اسے یوں کہو: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔ اس شخص نے یہ بات سن لی اور ویسا ہی کہا: السلام علیکم! کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپﷺنے اسے اجازت دے دی اور وہ آپﷺکی خدمت میں حاضر ہو گیا۔[98]

عہد جاہلیت میں اہل عرب گھروں میں داخل ہونے کے آداب سے ناواقف تھے، وہ جس وقت چاہتے بغیر اطلاع اور بغیر اجازت کے دوسروں کے گھروں میں گھس جاتے اور کہتے کہ ہم آ گئے۔ بسااوقات ان کی نظریں عورتوں پر پڑ جاتیں جو ایسی حالت میں ہوتیں جس میں کسی غیر کو دیکھنے کی اجازت نہ ہوتی کیوں کہ بعض اوقات عورت یا مرد حالت برہنگی میں ہوتے یا پھر ان کا ستر کھلا ہوتا، اس سے گھر والوں کوسخت تکلیف پہنچتی اور ان کے دل مجروح ہوتے تھے اور گھروں کا امن و سکون غارت ہو جاتا تھا۔ اس لیے شریعت اسلامیہ نے لوگوں کو یہ آداب سکھائے کہ تم دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ مل جائے اور پھر تم گھر والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہ بھی آداب میں ہے کہ اجازت لیتے وقت اپنے
نام کی وضاحت کر دینی چاہیے تاکہ صاحب مکان کو اشتباہ نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں نبی کریمﷺکے مکان پر حاضر ہوا اور دروازے پر دستک دی۔ آپﷺنے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں ہوں، آپﷺنے فرمایا: میں، میں کیا ہے؟ گویا آپﷺنے میرے الفاظ کو ناپسند کیا۔[99]

تین بار سلام کرنے کے بعد اگر صاحب مکان کی طرف سے اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہیے جیسا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرمﷺسے نقل کیا ہے اور اس کی تائید حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی
فرمائی ہے۔[100]

اجازت لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اجازت لینے والا دروازے کے سامنے کھڑا نہ ہو مبادا کہ اہل خانہ کی بے ستری نہ ہو جائے بلکہ دروازے کے دائیں یا بائیں کھڑا ہو۔ حضرت عبداللہ بن بسر سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺجب کسی کے گھر جاتے تو دروازے کے سامنے کھڑے ہونے کی بجائے دائیں یا بائیں کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم! السلام علیکم![101]

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہﷺکے حجرہ مبارک میں ایک سوراخ سے جھانکا، نبی کریمﷺکے دست مبارک میں لکڑی تھی جس سے آپﷺاپنا سر مبارک کھجا رہے تھے۔ نبی کریمﷺنے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو جھانک رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں گھونپ دیتا(تجھے پتا نہیں) رخصت مانگنے کا حکم تو دیکھنے کے سبب ہی سے ہے۔[102]

اسی طرح ایک دوسری روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہﷺکو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی کسی قوم(اہل خانہ) کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے اور وہ(غیرت میں آ کر) اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو اس کی آنکھ کا قصاص رائیگاں جائے گا۔[103]

اگر عصر حاضر میں اسلامی احکام اور اُسوۂ رسولﷺکو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا جائے تو ملاقاتیں انسانی ہمدردی اور اسلامی اخوت کے فروغ کا باعث بن سکتی ہیں۔ ایک مسلم معاشرے کو ان اخلاقی حدود و قیود کا لحاظ رکھنا لازمی ہے جنہیں قرآن و سنت نے اسلامی معاشرت کے استحکام کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔

المختصر معاشرتی آداب و احکام کسی بھی معاشرے کے مضبوط استحکام کے لیے ضروری ہوتے ہیں۔ اگر کسی معاشرے میں معاشرتی آداب و احکام مفقود ہوں یا ان کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں تو ایسا معاشرہ بہت جلد شکست و ریخت کا شکار ہو کر منہدم ہو جاتا ہے۔

حوالہ جات

[1] النساء ، 63:4

An-Nissa 4:63

[2]ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،(ریاض: بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع، س۔ن) کتاب صفۃ القیامۃ، رقم الحدیث: 2485

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* (Riaz: bait ul afkar al-daulia lil nashar wal taozee, San Nidarad), Kitab Sufa tul Qiamah, raqm al-hadith: 2485

[3] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما ذکر فی فضل السلام، رقم الحدیث: 2689

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-istizan, bab ma zakar fi fazal alsalam, raqm al-hadith: 2689

[4] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**،(ریاض: بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع، 1419ھ/1998)، کتاب الاستیذان، باب الکلام للمعرفۃ وغیر المعرفۃ، رقم الحدیث: 6236

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, (Riaz: bait ul afkar al-daulia lil nashar wal taozee, 1419H/1998AD) kitab al-istizan, bab al-kalam lilmarfa wa gair-ul marfa, raqm al-hadith: 6236

[5] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الاستیذان، باب انشاء السلام، رقم الحدیث: 6235

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-istizan, bab insha al-salam, raqm al-hadith: 6235

[6] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد**، باب افشاء السلام، رقم الحدیث: 979

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab afsha alsalam, raqm al-hadith: 979

[7] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ، باب من خرج یسلم وسلم علیہ، رقم الحدیث: 1006

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab min kharaj yuslim wa salim alieh, raqm al-hadith: 1006

[8] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی السلام قبل الکلام، رقم الحدیث: 2699

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-istizan, bab ma ja fi alsalam qabal al kalam, raqm al-hadith: 2699

[9] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی تسلیم الراکب علی الماشی، رقم الحدیث: 2704 -2703

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-istizan, bab ma ja fi taslim al rakib ala al mashi, raqam al-hadith: 2703-2704

[10] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی فضل الذی یبداء بالسلام، رقم الحدیث: 2694

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab ma ja fi fazal allazi yubda bilsalam, raqm al-hadith: 2694

[11] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم علی الصبیان، رقم الحدیث: 2696

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab ma ja fi al taslim ala alsibyan, raqam al-hadith: 2696

[12] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی المصافۃ، رقم الحدیث: 2731-2730

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab ma ja fi almusafah, raqm al-hadith: 2730-2731

[13]بخاری،محمد بن اسماعیل، **الادب المفرد**، باب من دھن یدہ للمصافحۃ،رقم الحدیث: 1012

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab min dahan yadahu lil musafiha, raqm al-hadith: 1012

[14] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی المعانقۃ والقبلۃ، رقم الحدیث: 2732

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab ma ja fi almuanqa wal qibla, raqm al-hadith: 2732

[15] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،(ریاض: بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع، س-ن) ، کتاب الادب، باب فی قبلۃ ما بین العینین، رقم الحدیث: 5220

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, (Riaz: bait ul afkar al-daulia lil nashar wal taozee, San Nidarad), kitab al-adab, bab fi qibla ma bainal aeinein, raqm al-hadith: 5220

[16] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، کتاب الادب، باب فی القیام، رقم الحدیث: 5217

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fil qyam, raqm al-hadith: 5217

[17] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی مرحبا، رقم الحدیث: 2734

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab ma ja fi marhaba, raqm al-hadith: 2734

[18] ایضاً، رقم الحدیث: 2735

Aydan, raqm al-hadith: 2735

[19] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ، باب مرحبا، رقم الحدیث: 1031

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab marhaba, raqm al-hadith: 1031

[20] مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6132

Musnid abu yala, raqm al-hadith: 6132

[21] محمد ہاشم السندی، **بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ**، (عمان: دارالفتح للدراسات والنشر، 1437ھ) ص230-231

Muhammad Hashim al-sindi, *Bizal al-quwa fi hawadith sani al-nubuwa*, (Uman, dar al fateh lildirasat wal nashar, 1437AH) p.230-231

[22] ابن ہشام،ابو محمد عبدالملک بن ہشام، **السیرۃ النبویۃ**، تحقیق: الشیخ احمد جاد(قاہرہ، مصر: دارالغد الجدید، 2012ء)150:4

Ibn Hasham, Abu Muhammad Abdul Malik bin Hasham, *Al-Seerah Al-Nabwia*, Tehqiq: Al-Sheikh Ahmad Jad, (Qahira, Misar: Dar al-gad al-jadid, 2012) 4:150

[23] عبدالحق محدث دہلوی، **مدارج النبوۃ**، (لاہور: نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، 1997ء)، 599:2

Abdul Haq Muhadith Dehlwi, Madarij al nubuwa, (Lahore: Noria Razwia Publishing Company, 1997), 2:599

[24] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب فضائل الصحابہ، رقم الحدیث: 3775

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab fazail al-sihaba, raqm al-hadith: 3775

[25] محمد ہاشم السندی، **بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ**، ص440

Muhammad Hashim al-sindi, *Bizal al-quwa fi hawadith sani al-nubuwa*, p.440

[26] عبدالحق محدث دہلوی، **مدارج النبوۃ**،599:2

Abdul Haq Muhadith Dehlwi, Madarij al nubuwa, 2:599

[27] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، باب من استعد الکفن فی زمن النبیﷺ فلم ینکر علیہ،رقم الحدیث: 1277

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-janaiz, bab min istad al-kafan fi zaman al-nabi falam yankur alaie, raqm al-hadith: 1277

[28] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حق الجوار، رقم الحدیث: 1943

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-bir wal sila, bab ma ja fi haq aljwar, raqm al-hadith: 1943

[29] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الزکوٰۃ، باب قدرکم یعطیٰ من الزکوٰۃ والصدقۃ، رقم الحدیث: 1446

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-zakat, bab qad rakam yueta min al-zakat wa al-sadaqa, raqm al-hadith: 1446

[30] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ، باب قبول الھدیۃ، رقم الحدیث: 595

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab qabul al-hadia, raqm al-hadith: 595

[31] عبدالرحمٰن ابن الجوزی، **الوفا باحوال المصطفٰی**(بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 2011ء)ص 255

Abdul Rehman ibn al jozi, *Al-wafa biahwal al-Mustafa* (bairut: al-maktaba tul asria, 2011) p.255

[32] محمد ہاشم السندی، **بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ**، ص: 574

Muhammad Hashim al-sindi, *Bizal al-quwa fi hawadith sani al-nubuwa*, p.574

[33] ایضاً، ص720

Aydan, p.720

[34] الجوزیہ،ابن قیم، **زادالمعاد فی ھدی خیرالعباد**، تحقیق: الشیخ عبدالرزاق المھدی، (پشاور: کتب خانہ شان اسلام)،1:52

Al-Jawziyyah, Ibn Qayyam, *Zaad Al-Ma'ad Fi Huda Khair Al-Ibad*, Tehqiq: Al-Sheikh Abdul Razaq Al-Mehdi, (Peshawar: Kutub Khana Shan e Islam), 1:52

[35] احمد بن محمد القسطلانی، **المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ**، تحقیق: صالح احمد شامی، (بیروت: المکتب الاسلامی، 2004ء)،2:167

Ahmad bin Muhammad Al-Qastalani, *Al-Mwahib Al'ludnia bil Manh al-Muhamdia*, Tehqiq: Saleh Ahmad Shami, (Bairut: Al-Maktab Al-Islami, 2004), 2:167

[36] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 753

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-janaiz, raqm al-hadith: 753

[37] محمد بن یوسف الصالحي الشامی، **سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد**، (لبنان: دارالکتب العلمیۃ، 2013ء)،9:34

Muhammad bin Yousaf Al-Salhi Al-Shami, *Subulul Huda wal Rishad fi Seerah Khair al-ebad*, (Lubnan: dar al-kutub al-almia, 2013), 9:34

[38] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب المریض، رقم الحدیث: 965

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-janiaz, bab ma ja fi Sawab al-mariz, raqm al-hadith: 965

[39] ایضاً، رقم الحدیث: 966

Aydan, raqm al-hadith: 966

[40] **صحیح ابن حبان**، رقم الحدیث: 2926؛ **الادب المفرد**، باب العیادۃ فی جوف اللیل، رقم الحدیث: 497

Sahih Ibn Haban, raqm al-hadith: 2926; *al-adab al-mufrid*, bab aleada fi jof al'lail, raqm al-hadith: 497

[41] النور،6:24؛ التوبہ، 9:9

Al-Noor 24:6; Al-Toba, 9:9

[42] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المرضی، باب وجوب عیادۃ المریض، رقم الحدیث: 5649

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-marza, bab wujub iadatulmariz, raqm al-hadith: 5649

[43] ابن ماجہ، محمد ابن یزید، القزوینی، ابوعبداللہ، **السنن**،کتاب الجنائز، باب ما جاء فی ثواب من عاد مریضاً، رقم الحدیث:1442

Ibn Majah, Muhammad Ibn Yazid, al-Qazwini, abw'bd Allah, *al-sunan*, kitab al-janaiz, bab ma ja fi sawab min aad marizan, raqam al-hadith: 1442

[44] مسلم بن حجاج القشیری، الامام، **الجامع الصحیح**،(ریاض: بیت الافکار الدولیۃ للنشر والتوزیع، س-ن) ،کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، رقم الحدیث: 2569

Muslim ibn Hajjaj al-Qushayri, *al-jami al-Sahih*, (Riaz: bait ul afkar al-daulia lil nashar wal taozee, San Nidarad), kitab al bir wa al-sila, bab fazal al-ieadatulmariz, raqm al-hadith: 2569

[45] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عیادۃ المریض، رقم الحدیث: 967

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-janaiz, bab ma ja fi iadatulmariz, raqm al-hadith: 967

[46] ایضاً، رقم الحدیث: 969

Aydan, raqm al-hadith: 969

[47] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المرضیٰ، باب عیادۃ الاعراب، رقم الحدیث: 5656

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-marza, bab eada tul erab, ram al-hadith: 5656

[48] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب المرضیٰ، باب عیادۃ المشرک، رقم الحدیث: 5657

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, al-jami al-sahih, kitab al-marza, bab eada tul mushrik, raqm al-hadith: 5657

[49] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، رقم الحدیث: 5651

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, raqm al-hadith: 5651

[50] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، باب عیادۃالمریض راکبا وماشیا وردفا علی الحمار، رقم الحدیث:5663

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, bab eada tul mariz rakiban wa mashian wa radfan ala al-himar, raqm al-hadith: 5663

[51] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ، باب دعاء العائد للمریض بالشفاء، رقم الحدیث: 520

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab dua al'aaid lil mariz bilshifa, raqm al-hadith: 520

[52] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبحی فمات، رقم الحدیث: 1356

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-janaiz, bab iza aslam al-subhi famat, raqm al-hadith: 1356

[53] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ، باب عیادۃ النساء الرجل المریض، رقم الحدیث: 530

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab iadatulnisa al-rajul al-mariz, raqm al-hadith: 530

[54]ابن عابدین، زین الدین ابن نجیم، **البحر الرائق**،ج8 ، ص204
Ibn-e-aabdain, Zain ul din ibn-e-nujem, *al-bahr-rul-raiq*, vol. 8, p. 204
[55] النور، 12:24
Al-Noor 24:12
[56] ابن ہشام،ابو محمد عبدالملک، **السیرة النبویۃ**، 175:3
Ibn-e-hisham, Abu Muhammad abdul malik, *Al-Seerah Al-Nabwia*, 3:175
[57] واقدی، ابوعبداللہ محمد بن عمر، **کتاب المغازی**، تحقیق: محمد عبدالقادر احمد عطا، (بیروت: دارالکتب العلمیۃ، 2013/1443)، 370:1
Waqdi, Abu Abdullah Muhammad Bin Umar, *Kitab-ul-Mugazi*, Tehqiq: Muhammad Abdul Qadir Ahmad Atta, (Bairut: dar al kutub al ilmia, 1443/2013), 1:370
[58] الحجرات، 6:49
Al-Hujurat 49:6
[59] الزمر،39:17-18
Al-Zumar 39:17-18
[60]مسلم بن حجاج القشیری، الامام، **الجامع الصحیح**، المقدمہ، باب النہی عن الحدیث بکل ما سمع، رقم الحدیث: ٧
Muslim ibn Hajjaj al-Qushayri, *al-jami al-Sahih*, al-muqadama, bab alnahi anil hadith bikuli ma samia, raqm al-hadith: 7
[61] النور، 24:30-31
Al-Noor 24:30-31
[62] البقرة،:2:253
Al-Baqarah 2:253
[63] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، رقم الحدیث: 4842
Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fi tanzil alnas manazilhum, raqm al-hadith: 4842
[64] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الجہاد والسیر، باب اذا نزل العدو علی حکم رجل، رقم الحدیث: 3043
Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-jihad wa al-siar, bab iza anzal al-adw ala rajul, raqm al-hadith: 3043
[65] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب فی تنزیل الناس منازلھم، رقم الحدیث: 4842
Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fi tanzil alnas manazilhum, raqm al-hadith: 4842
[66] کاندھلوی، مولانا محمد یوسف، **حیاۃ الصحابۃ**، (دمشق: دارالقلم، 1389/1969)، 402:2
Kandhalwi, Maulana Muhammad Yousaf, *Hayatul Sihaba*, (Dimashq: Dar-Al-Qalam, 1389/1969), 2:402
[67] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الدیات، باب من استعان عبداً او صبیاً، رقم الحدیث: 6911

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-diat, bab min istian abdan ao sabiyan, raqm al-hadith: 6911

[68] الحجرات،12:49

Al-Hujurat 49:12

[69] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی الستر علی المسلم، رقم الحدیث: 1930

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-bir walsila, bab ma ja fi alsatar ala al muslim, raqm al-hadith: 1930

[70] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم، رقم الحدیث: 4891

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fi alsatar ala al-muslim, raqm al-hadith: 4891

[71] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم الحدیث: 4880

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fil gaiba, raqm al-hadith: 4880

[72] الحجرات،11:49

Al-Hujurat 49:11

[73] ندوی، مجیب الرحمٰن عتیق، **اسلامی معاشرہ کی تعمیر و تشکیل سورۃ حجرات کی روشنی میں**، (نیرل، انڈیا: شعبہ تحقیق و ریسرچ دارالعلوم امام ربانی، 2020ء)، ص101

Nadvi, Mujeeb ul Rehman Ateeq, *Islami Muashra ki Tameer wa Tashkil Surah Hujurat ki Roshni main*, (Neral, India: Shoba Theqiq wa Research, dar al uloom imam rabbani, 2020), p.101

[74] الحجرات،12:49

Al-Hujurat 49:12

[75] بنی اسرائیل، 36:17

Bani Israel 17:36

[76] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الادب، باب ما ینھی عن التعاسد والتدابر، رقم الحدیث: 6064

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-adab, bab ma yanha an altaasud wa-altadabur, raqm al-hadith: 6064

[77] بخاری،محمد بن اسماعیل،**الادب المفرد** ،باب الظن، رقم الحدیث: 1288

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-adab al-mufrid*, bab al-zan, raqm al-hadith: 1288

[78] الحجرات،49:11

Al-Hujurat 49:11

[79] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، **ضیاء القرآن**، 594:4

Al-Azhari, Peer Muhammad Karam Shah, *Zia-ul-Quran*, 4:594

[80] مسلم بن حجاج القشیری، الامام، **الجامع الصحیح**، کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ، رقم الحدیث: 2564

Muslim ibn Hajjaj al-Qushayri, *al-jami al-Sahih*, Kitab al-bir wal-sila wal-adab, bab tehrim zulm al-muslim, raqm al-hadith: 2564

[81] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، رقم الحدیث: 4876

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fil gaiba, raqm al-hadith: 4876

[82] ایضاً، رقم الحدیث: 4875

Aydan, raqm al-hadith: 4875

[83] الحجرات،12:49

Al-Hujurat 49:12

[84] مسلم بن حجاج القشیری، الامام، **الجامع الصحیح**،کتاب البر والصلۃ والادب، باب تحریم الغیبۃ، رقم الحدیث: 2589

Muslim ibn Hajjaj al-Qushayri, *al-jami al-Sahih*, kitab al-bir wa-alsila wa-aladab, bab tehrim al-gaiba, raqm al-hadith: 2589

[85] امام نووی، یحیٰ بن شرف، **الاذکار النوویۃ**، (ریاض، سعودی عرب: دار ابن خزیمۃ،2001/1422)، ص105

Imam Nav'vi, Yahya bin Sharaf, *Al-Azkar Al-Nav'via*, (Riaz, Saudi Arab: Dar Ibn-Khuzaima, 1422/2001), p.105

[86] القلم، 11:68

Al-Qalam 68:11

[87] مالکی، قاضی عیاض، **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰﷺ**، تحقیق: الدکتور عبدالسلام البکاری، (بیروت: دار ابن حزم، 2012/1433)، ص184

Malki, Qazi Iyaz, *Al-Shifa Bitareef Haqooq Al-Mustafa*, Tehqiq: Al-Daktoor Abdul Salam Al-Bkari, (Bairut: Dar Ibn-Hazam, 1433/2012), p.184

[88] النور،4:24

Al-Noor 24:4

[89] القصص،55:28

Al-Qisas 28:55

[90] المؤمنون، 3-1:23

Al-Muminon 23:1-3

[91] النور،19:24

Al-Noor 24:19

[92] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الزھد، باب منہ، رقم الحدیث: 2317

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-zuhad, bab minhu, raqm al-hadith: 2317

[93] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی اللعنۃ، رقم الحدیث: 1977

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-bir walsila, bab ma ja fi al'lanah, raqm al-hadith: 1977

[94] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی اللعنۃ، رقم الحدیث: 2027

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-bir walsila, bab ma ja fi al'lanah, raqm al-hadith: 2027

[95] النور،27:24

Al-Noor 24:27

[96] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب کیف الاستیذان، رقم الحدیث: 5177

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab kaif al-istizan, raqm al-hadith: 5177

[97] ترمذی،ابوعیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب ما جاء فی التسلیم قبل الاستیذان، رقم الحدیث: 2710

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi,* Kitab al-istizan, bab ma ja fi al-taslim qabal al-istizan, raqm al-hadith: 2710

[98] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب کیف الاستیذان، رقم الحدیث: 5177

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab kaif al-istizan, raqm al-hadith: 5177

[99] بخاری،محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الاستیذان،باب اذا قال من؟ فقال انا، رقم الحدیث: 6250

Bukhari, Muhammad ibn Ismail, *al-jami al-sahih*, kitab al-istizan, bab iza qal min? faqal ana, raqm al-hadith: 6250

[100] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان، رقم الحدیث: 5180

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab kam mara yuslim al-rajul fil-istizan, raqm al-hadith: 5180

[101] ایضاً، رقم الحدیث: 5186

Aydan, raqm al-hadith: 5186

[102]ترمذی،ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن ترمذی**،کتاب الاستیذان، باب من اطلع فی دار قوم بغیر اذنہم، رقم الحدیث: 2708

Tirmidhi, Abu Issa Muhammad bin Isa Al-Tirmidhi, *Sunan Tirmidhi*, Kitab al-istizan, bab min itla'a fi dar qaom bigair iznuhum, raqm al-hadith: 2708

[103] ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، **سنن ابی داؤد**،کتاب الادب، باب فی الاستیذان، رقم الحدیث: 5172

Abu Dawood, Suleman bin alashas, *Sunan Abi Dawood*, kitab al-adab, bab fil-istizan, raqm al-hadith: 5172